

قیمت سالانہ تین روپیہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۶	ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۲۔ اگست سنہ ۱۹۱۸ء	نمبر ۳۱

گلدستۂ اخبار

ترکستان کی نیشنل کانگرس نے ترکستان گورنمنٹ بحر کیسپین کے پار کے علاقہ خیوا اور بخارا میں جمہوری سلطنت کا اعلان کر دیا ہے۔

یہ جمہوری سلطنتیں روس کے ساتھ ملحق ہونگی اور محمدی اُنکی اکثریت میں داخل ہیں۔

روس کے دارالخلافہ میں ہیضہ کی شکایت ہے ۱۱۱ وارداتیں وقوع میں آئیں۔

جرمنی کے شہر ملاڈن کے کارخانہ سامان جنگ میں ایک تصادم واقعہ ہوا اور ۹۲ آدمی ہلاک ہوئے

ہندوستان کے بنگالی علاقہ میں جرمنی ایجنٹی کے نوٹ بھی جاری ہیں۔

پنجاب پبلسٹی کمیٹی لاہور کا ٹیلیگرافک پتہ ہرٹ پبلسٹی لاہور ہے اور ٹیلیفون نمبر ۲۹۰ ہے

شہنشاہ معظم کی نقرئی شادی کی تقریب پر مہارانی صاحبہ ہلکر نے ۷ ہزار روپیہ اور مہارانی اندرا بائی ہلکر نے ۵ ہزار اور مہارانی بنارس نے ۱۰ ہزار روپیہ عطیہ دیا۔

مدراس کے انجینیرنگ کالج میں ۲۱ مارچ سال رواں پر ۵۶۶ طالب علم تھے۔ ان میں سے ۲۹۲ برہمن ۱۱ غیر برہمن ۔ ۴۰ دیسی عیسائی ۸ یورپین اور انگلو انڈین اور ۵ مسلمان تھے۔

خبر ہے کہ لکھنؤ میں ہیضہ بکثرت پھیلا ہوا ہے۔

کلکتہ کے روزانہ اخبار جمہور کا داخلہ پنجاب میں بند کر دیا گیا ہے۔

اس وقت ہر ماہ میں ۳ لاکھ امریکن فرانس میں وارد ہوتے ہیں

گذشتہ ۱۵ دن کے عرصہ میں جو ۱۹ جولائی کو ختم ہوا ہے اتحادی فوجیں ۱۰ میل کے محاذ پر ۱ میل کے عمق میں بڑھ گئے ہیں۔

اسی عرصہ مذکورہ میں ہزاروں قیدی۔ سیکڑوں توپیں۔ ہزاروں مشین گن اور بے شمار سامان جنگ اتحادیوں کے قبضہ میں آیا۔

دوسرے قرضہ جنگ کی مقدار ہندوستان میں ۳۰ جون تک ۲۲۹۲۳۷۹۰۰ روپیہ تک ہو گئی ہے

۲۹ جولائی کو دہلی میں ۸ سیر ۲۸ کو لائلپور میں ۹ سیر ۲۸ کو کانپور میں ۷½ سیر ۲۴ کو لاہور میں ۸ سیر فی روپیہ گندم کا نرخ تھا۔

لاہور کی پبلسٹی کمیٹی نے "حق" نامے اردو اخبار جاری کیا ہے اس کی ۲۸ جولائی کی مطبوعہ کاپیاں جو ۳ ہزار کے قریب تھیں سب شہر کے اخبار فروش لڑکوں نے ہاتھوں ہاتھ فروخت کر دیئے۔

مصر میں بھی چاندی کی بڑی قلت کے سبب سے چھوٹی چھوٹی قیمت کے نوٹ جاری ہو گئے ہیں

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے ۔

تار برقیات

اتحادیوں کی تازہ فتوحات

لندن ۲۹ جولائی - پیرس - ایک نیم سرکاری بیان مظہر ہے کہ جرمن کی اس پسپائی میں ہم بہت سے قیدی گرفتار نہ کر سکے - کیونکہ اتحادی اس طرح بطرح کی حالت کے ملک میں جہاں دشمن کے مدافعت کے لئے اچھے سامان میں بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے آگے کو بڑھ رہے ہیں اور جرمنوں نے اپنی سپاہ کے کمزور دستوں کو آگے حکم دیا ہے کہ تادم آخر مدافعت کرتے رہو اور خود بڑی فوج پیچھے ہٹتی جائے - اس وجہ سے دشمن کے آدمی کم گرفتار ہوتے ہیں - مگر ہلاک زیادہ ہوتے ہیں - برعکس اس کے مال غنیمت بکثرت ہاتھ آتا ہے خصوصاً انجنیری کی کلیں - جرمن ہلکی ہلکی توپیں ساتھ لے جاتے ہیں - مگر بھاری توپیں اور بکثرت سامان جنگ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں -

امریکن فتوحات

لندن ۳۰ جولائی - ر ائٹر کا کارسپانڈنٹ متعینہ صدر مقامات گزشتہ شام کو تار دیتا ہوا اس لڑائی کا ذکر کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امریکنوں نے مقام سرجی کو فتح کر لیا نیز انہوں نے سیرنجیز اور رونچیرز کو بھی فتح کر لیا - سیرنجین کی لڑائی جرمنی کے نوبتھ گارڈز ڈویژن کے ساتھ ہوئی تھی - امریکن بکثرت فوج کی تاب نہ لا کر پہلے تو دریائے اورق تک قدم قدم پیچھے ہٹتے رہے مگر بعد کو تندی کیساتھ پل پڑے اور جرمن تاد سنگین لڑائی کر کے کھنڈروں سے باہر نکال دیا -

ایڈیٹوریل نوٹس

ہندوستانی مسیحی اور پردیسی مشنری

"انٹرنیشنل ریویو آف مشنز" کے بابت ماہ جون کے پرچہ میں ایک چھوٹا سا مضمون طبع ہوا ہے جس میں دہ باتیں خصوصاً درج ہیں جو ایک خارجی جماعت میں یہ غور طلب ہیں - اس کا ایک خاص حصہ ہمارا ناظرین کے تعلق وغور کے لئے درج کیا جاتا ہے لیکن آئندہ پرچہ میں ہم اس کے متعلق کچھ ضرور لکھیں گے - اس وقت صرف گنجائش کی وجہ سے ہم قلم انداز کرتے ہیں - وہ یہ ہے -

"...... یہ یقین پھیلتا جاتا ہے کہ ہندوستانی مسیحیوں کو کلیسیا وروش میں کوئی وسعت ... سوخ اور ذمہ واری نہیں دیجاتی ہے - اور کہ مشنری لوگ اس کام کو اپنے زیر رکھتے ہیں جو ہندوستانی کلیسیا کے زیر اختیار ہونا چاہئے تھا - نیز بعضوں میں یہ خیال کرنے اور یہ کہنے کا میلان پایا جاتا ہے کہ مشنری تحدیات خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہوں وہ اپنے آپ کو افضل ہی سمجھتے ہیں - بعض لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ ہندوستانی کلیسیا صرف اسی وقت مضبوط ہو سکتی ہے جب پردیسی لوگ اُسے چھوڑ دینگے - اس قسم کے خیالات کلیسیا کی زندگی پر بڑا اعتبار اور خدشہ ڈال رہے ہیں - اور حالت نہایت معرض خطر میں ہے -

پچھلے چند سالوں سے ہندوستانی اور ممالک خارجہ کے مسیحیوں نے تنہائی اور باہمی میل جول میں دو دن صرف کئے تھے - اور اس نازک حالت کے بارے میں دعا اور مباحثہ کے ساتھ خدا کی مرضی دریافت کرنے کی کوشش کرتے رہے - کوئی علانیہ رزولیوشن تو پاس نہیں ہوئے تھے - مگر چند ایک غور طلب امور پر زور دیا گیا تھا -

(۱) یہ احساس کیا گیا تھا کہ اس مسئلہ کی تہ میں باہمی محبت اور اعتبار کی بہت ہی کمی ہے - اور اس کے متفرق اسباب بھی بتائے جاتے ہیں - جن میں سے نسلی غرور اور قومی سریع الاحساسی سب سے بڑا سبب ہے - اور زیادہ نزدیکی میل جول کی ضرورت پر بہت زور دیا گیا تھا - اور یہ تجویز پیش کیگئی تھی کہ روحانی میل جول کے لئے چھوٹی چھوٹی جماعتیں بنانے - ایسے مجلسی جلسوں کے کرنے کے ذریعہ سے جن میں بہت کم خرچ ہو - اور خط و کتابت کے ذریعہ سے ایسے دوستانہ میں ترقی پیدا کیجا سکتی ہے لیکن ان باتوں پر زور اور دباؤ نہیں دیا جا سکتا - بلکہ اس سچی نیک نیتی کا اظہار ہو جو اکثر ایسی حالتوں میں بھی موجود ہوتی ہے - جبکہ ہماری روزمرہ کی زندگی میں اس تیاری کے بادلوں کی گھٹا چھا جاتی ہے -

(۲) اس مسئلہ کا صرف ایک شخصی پہلو ہی نہ ہے بلکہ منصبی اور متعلق بہ کفایت شعاری پہلو بھی ہے روپیہ آزادگی اور ذمہ داری کو خوشی اور فراخدلی کے ساتھ ہندوستانی کلیسیا کی تفویض میں ضرور کر دینا چاہئے - جو روپیہ ہندوستان میں انجیل سنانے کے لئے مغربی کلیسیاؤں سے فراہم کیا جاتا ہے - اس کے بارے میں خاص سوال یہ نہیں ہے کہ کون اس کو خرچ کرے بلکہ یہ کہ آیا وہ روپیہ مسیح کی بادشاہی کے پھیلانے میں نہایت باثمر طریقہ سے خرچ کیا جاتا ہے یا نہیں مسیح کی کلیسیا میں اس اصول پر عملدرآمد ہونا چاہئے کہ جس جماعت کیطرف سے روپیہ آتا ہے اُس کو ہی اس کے خرچ کرنے میں پورا دخل ہونا چاہئے -



دسواں آخر میں اس بات کا احساس کیا گیا تھا کہ کلیسیا کی اصل ضرورت اتحاد ہے۔ یعنی وہ اتحاد جو کہ ہندوستانیوں اور یورپیوں کو باہم متحد کرے۔ اتحاد کی یہ تعریف کی گئی تھی کہ اتحاد ہماری ذمہ داری کا وہ احساس ہے جو ہم دوسرے کی بابت رکھتے ہیں۔ جب ایک عضو دکھ اٹھاتا ہے سب اعضا دکھ اٹھاتے ہیں۔ اگر کسی یورپین کی غلط رہنمائی کیجاتی ہے تو اس سے ہندوستانی دکھ اٹھاتا ہے۔ اور اگر ہندوستانی دانائی سے کام نہیں لیتا تو یورپین دکھ سہتا ہے۔ اتحاد کے معنی ہے ہمدردانہ طور پر دکھ کی برداشت کرنا ہے اور اس سے ماتحت کا امکان بھی جاتا رہتا ہے۔ یورپین مسیحی جب تک کہ ہندوستان میں ہے۔ وہ کوئی تماشہ دیکھنے والا شخص نہیں ہوتا۔ بلکہ ہندوستانی کلیسیا کا پورا ممبر ہے۔ اور چاہیے کہ وہ اپنی تمام قابلیتوں کو کلیسیا کی زندگی کے لئے صرف کردے اس اتحاد کو حتی المقدور اصلی صورت دینے کے لئے یہ امر ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ کلیسیا کے ہندوستانی ممبر کو ہر ایسی کمیٹی یا کونسل میں جو مسیحی کام کی ذمہ دار ہو جگہ دی جایا کرے۔ خواہ وہ کام مسیحیوں میں ہو خواہ غیر مسیحیوں میں۔۔۔۔"

لشئی کانفرنس

۲۰ جولائی کی خبر ہے۔ کہ رنگون کے لشئی علاقہ کی کانفرنس کا جلسہ ختم ہو گیا ہے۔ جو فیصلے اس کانفرنس میں ہوئے ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ میٹریمونیل کازز بل یعنی قانون شادی کے جو برٹش پارلیمنٹ کے پیش ہے باتفاق رائے کل اعتراض کیا گیا۔ اس میں جنرل بیگ اور لفٹنٹ کمرنڈ نے حصہ لیا۔ کلیسیائی صیغہ اور جنگ کا ذکر کرتے ہوئے سر ہکلڈ کماڈرک نے کہا کہ کلیسیائی صیغوں سے ایسا ہی سلوک کیا جانا چاہیے گویا کہ وہ تجارتی کارخانے ہیں جو لوگ چیپلین اور فوجی سپاہی بن سکتے ہیں وہ جنگ میں جائیں اور باقی لوگ ملک میں رہیں اور تمام ضروری روحانی کام کریں۔ سفارشی دن کے لئے عبادت کی ترتیب پیش کیگئی۔ اور مسٹر جسٹس اوفیڈ نے زبردست تقریر میں اس بات پر اعتراض کیا کہ اس میں فتح کے لئے خاص دعائیں پائی نہیں جاتیں اپنے دشمنوں کو پیار کرنا کی درخواست پر بھی اعتراض کیا دیگر تقریروں میں ان امور کی تائید کیگئی۔ بشپ صاحب نے کہا کہ اگر پادری صاحبان ان مجوزہ دعاؤں کا استعمال ۴ اگست پر کرنا چاہیں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں۔

رومانیہ میں جرمن بدسلوکیاں

تازہ ترین خبر سے جو لندن سے موصول ہوئی ہے معلوم ہوا ہے کہ ایک افسر سے جو رومانیہ سے حال ہی میں لندن سے آیا ہے۔ رائٹر کی ملاقات ہوئی۔ وہ افسر جرمن کے ماتحتی کے تحت رومانیہ کی نہایت ناگفتہ بہ حالت بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رومانیہ میں جرمن اپنے معاہدہ کی تمام شرائط ہر روز بڑی بیدردی اور بے رحمی سے برباد کر رہے ہیں۔ رومانیہ کے جنگ کے سبب سے ۸ لاکھ آدمی ضائع ہو چکے ہیں یعنی کل آبادی کا ۱۱ فیصدی۔ رومانوی قیدیوں کے ساتھ بڑی بے رحمی سے سلوک کیا جاتا ہے۔ افسروں سے سڑکوں کی مرمت کے لئے پتھر تڑوائے جاتے ہیں۔ جو رومانوی قیدی بلغاریوں کے قبضہ میں ہیں ان سے ایسے سلوک کئے جاتے ہیں جنکا انجام بسا اوقات موت ہوتا ہے۔ اشیاء خوردنی کی یہ حالت ہے کہ ایک لاکھ ۲۰ ہزار ٹن اناج تو جرمنوں نے اپنے ہی لئے اپنے ماتحت کر لیا ہے اور ایک لاکھ ۲۲ ہزار ٹن اناج باقی ہے کے واسطے محفوظ کر لیا ہے۔ کل ۶۰۰۰ ۴۲ ٹن یا ۷۸۸۰۰۰ من تمام صنعتی و حرفتی صیغے رومانیوں کے زائل کر دیئے گئے ہیں اور تیل کے کارخانہ کے سوائے ساری مشینیں اور کارخانے ان سے لے لئے گئے ہیں۔ اس وقت معمولی برآمد ۹۰ فیصدی جرمنوں کے قبضہ میں ہے

خون اور خزانہ

گورنمنٹ ہند کی جانب سے اس عنوان کا ایک پمفلٹ انگریزی میں چھپا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ برطانیہ عظمیٰ نے اس جنگ کے متعلق ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۷ء بری اور بحری فوجیں اور سامان جنگ مہیا کرنے میں کتنی ترقی کی ہے اور کتنا رقبہ اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ اس کا خلاصہ ہم اپنے ناظرین کی واقفیت اور دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں

صیغہ بحری کے متعلق واقعات

۱۹۱۴ء کے ۱۰ اگست میں بحری تخمینہ میں ۱۴۵۰۰۰ افسروں اور آدمیوں کی منظوری دی گئی تھی۔ ۱۹۱۷ء میں کل بحری افسروں اور سپاہیوں کی تعداد ۴ لاکھ ۵۰ ہزار تھی ۱۹۱۴ء کے ماہ اگست میں کل جہازوں کا وزن جو شریک جنگ تھے ۲۴ لاکھ ٹن تھا مگر اب ۶۰ لاکھ ٹن ہے ۱۹۱۴ء میں بحری سرنگیں نکالنے والی اور گشت گر کشتیوں کی تعداد ۱۲ تھی مگر اب ۳۳۰۰ ہے۔ ابتدائے جنگ سے لیکر اب تک برطانیہ کے بحری جہاز برطانوی فوجوں اور اتحادی فوجوں کے ایک کروڑ ۳۰ لاکھ آدمی ان میں سے صرف ۲۷۰۰ آدمی دشمن کی کارروائی

سے ضائع ہوئے) ۳۰ لاکھ گھوڑے اور خچر ۵ لاکھ گاڑیاں بہم پہنچانے کا وسیلہ تھے۔ ان کے علاوہ انہوں نے ۴ کروڑ ۵۰ لاکھ ٹن گولے بارود اور دیگر سامان ۵ کروڑ ۱۰ لاکھ ٹن تیل اور ایندھن بہم پہنچائے۔ ان کے سوا ۱۳ کروڑ ٹن سامان خوراک اور دیگر اشیا برطانوی جہازوں کے وسیلہ سے بہم پہنچایا گیا۔ اس قدر عظیم الشان کام اس بحری توسیع کے بغیر کیا گیا ہے جس کی نظیر برطانیہ یا کسی اور ملک میں نہیں ملتی۔ اس عظیم الشان کام کی تکمیل پر برطانوی طاقت کی فوقیت اور اتحادیوں کے حق میں بے انتہا قیمتی ہونے کا عمدہ ترین ثبوت ہے۔

برطانوی محکمہ جہازرانی کی سرگرمی

برطانوی بحری طاقت نے وسطی سلطنتوں کے سطح سمندر پر چلنے والے جنگی جہازوں کو ان کے بندرگاہوں میں دھکیل کر وہاں ہی بند کر دیا ہے۔ ایام ابتدائے جنگ میں اس نے فان سپی کے جنگی جہازی بیڑہ کو جزائر فاکلینڈ میں ہلاک کر دیا۔ اور حملہ آوروں کو محصور کر لیا ہے اس وقت دشمن کا سطح سمندر پر چلنے والا صرف ایک ہی جہاز ہے۔ جو کسی نہ کسی طرح سے بھاگ نکلا اور اب تباہ ہونے سے بچا ہوا ہے۔ بحر شمالی کے ایک لاکھ چالیس ہزار بحری مربع میل علاقہ پر جو جرمنی کے کل رقبہ سے بڑا ہے۔ ہر موسم میں پٹرول گشت لگائی جا رہی ہے۔ صرف ایک ماہ کے اندر صرف انگلستان کے سمندر پر خالص برطانوی جنگی جہازوں نے ۱۰ لاکھ بحری میل کا سفر طے کیا۔ اسی عرصہ میں امدادی جہازوں نے جس میں سرنگیں نکالنے والے جہاز اور طلایہ کی کشتیاں شامل ہیں ۶۰ لاکھ میل کا سفر کیا جو مسافت کرہ ارض سے ۲۵۰ گنا زیادہ ہے ان اعداد سے جرمنوں کے اس بیان کی پوری تردید ہو جاتی ہے کہ برطانوی بحری بیڑے اپنی مدافعتوں کے پیچھے بندرگاہ میں بے کار پڑے ہیں۔

بحری ناکہ بندی کے متعلق یہ ہے کہ ۱۹۱۵ء میں جہاں ۴۰۰ جہازوں میں سے ۶۵۲ جہاز پٹرول بیڑوں کی زد سے بچ کر نکل گئے تھے۔ وہاں ۱۹۱۷ء کے آخر میں تین ہزار جہازوں میں سے صرف ۶۰ جہاز راستہ میں روکے جانے سے بچ نکلے۔ ۱۹۱۷ء کے ایک ماہ میں غیر جانبدار ممالک سے تجارت کرنے والے جہازوں میں سے ایک بھی شمالی اٹلانٹک اور بحر آرکٹک پر سے بغیر روکے جانے اور تلاشی کئے جانے کے نہیں گذرا۔ برطانوی آبدوز کشتیوں نے دشمن کے ۴ جنگی جہازوں اور ۲۷۰ دوسرے جہازوں پر بڑی کامیابی سے حملے کئے

محکمہ جہازرانی کے متعلق تعمیر و مرمت۔

اس وقت باستثنائے شاہی کارخانجات جہاز سازی کے جزائر برطانیہ میں ۲۳۵ خشکی کے بڑے بڑے کارخانجات جہاز سازی کے موجود ہیں۔ انہوں نے زیادہ سے زیادہ وزن کے ۹۰ فیصدی جہاز تیار کئے۔ آغاز جنگ سے چار ڈاک یارڈ (یعنی جہاز سازی کے کارخانوں کے احاطے) کھولے گئے۔ ہر مہینے میں ۱۱۰ تجارتی جنگی جہاز سمندر میں ڈالے گئے۔ ایک ماہ میں ۱۰۰۰ جنگی جہاز بن کر تیار یا مرمت ہوئے۔ ۱۹۱۴ء کے ماہ اگست سے لیکر ۳۱۰۰ جہاز اتحادی اقوام کے جہازوں کے علاوہ تیار سمندر میں ڈالے اور رواں کئے گئے۔ ان بارہ مہینوں میں جن کا اختتام ماہ اکتوبر ۱۹۱۷ء سے ہوا ہے جنگ سے پیشتر کے دو سالوں کی اوسط کی بہ نسبت ۳ یا ۴ گنا جنگی سامان اور بیڑوں کے جہاز تیار ہوئے۔

افواج کے تعداد و شمار

۱۹۱۴ء کے اگست میں حسب ذیل برطانوی بحری فوجیں تھیں۔ یعنی باقاعدہ سپاہی ۳۵۰۰۰۰ محفوظ فوج میں ۲۰۰۰۰۰ سپاہی اور ۲۵۰۰۰۰ ٹیریٹوریل فوج کے سپاہی تھے۔ جنہوں نے جزوی تربیت پائی تھی۔ ان کی کل میزان ۷ لاکھ تھی۔ سب سے پہلی فوجی مہم جس میں ایک لاکھ ۶۰ ہزار آدمی تھے ۱۹۱۴ء کے وسط اگست میں فرانس میں پہونچی اور انہوں نے اس فیصلہ کن جنگ میں شرکت کی جس میں دشمن پسپا ہونے لگا تھا۔ آٹھ اگست ۱۹۱۴ء کو لارڈ کچنر نے ایک لاکھ والنٹیر طلب کئے جو دو ہفتہ کے اندر اندر بھرتی ہو گئے تھے۔ جنگ کے پانچویں ہفتے میں ۱۷۵۰۰۰ آدمی بھرتی ہو گئے۔ یعنی صرف ایک دن میں ۳۰ ہزار آدمی بھرتی ہوئے تھے۔ ۳۱ جولائی ۱۹۱۵ء تک ۲۰ لاکھ آدمی بھرتی ہو چکے تھے۔ ۲۵ مئی ۱۹۱۶ء کو حضرت شہنشاہ جارج پنجم نے اپنی رعایا کے نام ایک پیغام میں یہ اعلان کیا کہ بری اور بحری افواج میں ۵۰ لاکھ ۴۱ ہزار آدمی برضا و رغبت بھرتی ہوئے تھے۔ ۱۹۱۷ء کے اکتوبر میں ۳۰ لاکھ آدمی باہر مختلف محاذات پر خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ نیشنل سروس (قومی خدمات) کے وزیر نے ۱۱ جنوری ۱۹۱۸ء کو ہاؤس آف کامنز میں بیان کیا کہ سلطنت کی مسلح افواج کے لئے آدمی بہم پہنچانے کی ایک تدبیر میں سلطنت نے آغاز جنگ سے ۷۵ لاکھ آدمی

ہم پہونچا ہے۔ یعنی انگلستان نے ۴۹ لاکھ ۳۰ ہزار (یا ۶۵ء۷۰ فیصدی) آئرلینڈ نے ایک لاکھ ۷۰ ہزار (یا ۲ء۳ فیصدی) ممالک محروسہ اور نو آبادیات نے ۹ لاکھ (یا ۱۲ء۶۰ فیصدی) ہندوستان اور دیگر مقبوضات نے ۱۰ لاکھ (یا ۱۳ء۳ فیصدی) میزان کل ۷۵ لاکھ آدمی (یا ۱۰۰ء۰۰ فیصدی) ان اعداد میں تجارتی بحری صیغہ کے افسران اور آدمی شامل نہیں ہیں۔ یہ امر قابل غور ہے کہ اگرچہ سلطنت متحدہ کی مردانہ آبادی صرف ۲ کروڑ ۳۰ لاکھ ہے تاہم ۱۹۱۷ء کے اخیر میں ۶۰ لاکھ سے زیادہ آدمی خدمات انجام دے رہے تھے۔ علاوہ ان کے ۱۰ لاکھ آدمی اور گولہ کی کانوں میں کام کرتے ہیں۔ جنگ کے ابتدائی ۱۶ ماہ میں کل ۵ لاکھ ۵۰ ہزار آدمی یا کل بری افواج کا ۷۸ فیصدی ہلاک مجروح بیمار یا گرفتار ہوئے۔ پہلے مہم کی تقریباً کل فوج تباہ ہو گئی۔ چنانچہ ایک ڈویژن کے ۱۲۰۰۰ آدمیوں میں سے ۱۰ ہزار سپاہیوں اور ۴۰۰ افسروں میں سے ۳۵۰ افسروں کا نقصان ہو گیا۔ (باقی آئندہ)

اپنے ناظرین سے دو چار باتیں

جب ہم اس قدر دانی اور حوصلہ افزائی پر ایک وسیع تعلقہ ڈالتے ہیں جو ہمارے ناظرین نے گزشتہ سال اور پھر اس سال کے ۷ ماہ تک نورافشاں اور اس کے ایڈیٹر کی فرمائی ہے۔ تو دل اُن کے شکریہ سے بھر جاتا ہے۔ اور ہماری امید کی لہریں اچھلتی ہیں۔ زیادہ خدمت کی امنگ اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ ہمیں خود ستائی سے کوئی غرض نہیں ہے۔ بلکہ اصل مدعا یہ ہے کہ اخبار دن بدن مفید اور دلچسپ ہوتا جائے۔ ہمارے ناظرین میں اس کا از حد شوق اور شغف دار دیدار کی بیقراری پیدا ہو۔ اور سب سے بڑھ کر خدا کے نام اور اُس کے کلام کی عزت اور تعریف مستزاد ہو۔ جو صاحب نورافشاں کے خریدار ہیں وہ اُس کی اشاعت میں دلچسپی لیتے اور خریدار پیدا کرنے کی بابت کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ہم مجموعی طور پر اُن کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ یہ تمام امور اُن کی اُس خیراندیشی اور بہی خواہی پر دال ہیں۔ جو وہ نورافشاں کے حق میں اپنے دلوں کے اندر رکھتے ہیں۔ اور عمل سے اُن کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی عرض ہے کہ جب تک نورافشاں کی اشاعت خاطرخواہ نہ ہو جائے ہمارے ناظرین تب تک اُس کی اشاعت میں سر توڑ کوشش صرف کرتے رہیں۔ کیونکہ آپ ہی صاحبان کی ہر قسم کی کوششوں پر اس اخبار کی بہبودی اور اشاعت اور دلچسپی منحصر ہے۔ ہم اپنے معزز خریداروں اور مطالعہ کنندگان سے صرف یہی عرض کرتے ہیں کہ آپ میں سے ہر ایک صرف ایک ایک ہی خریدار عنایت کریں تو بس کام بن جائے۔ بشرطیکہ ہر ایک خریدار بلا استثنا ایک ایک خریدار پیدا کر دے۔ اور ایسا کرنا ہمارے ناظرین کے سامنے کوئی مشکل بات نہیں ہے جو صاحب کوئی خریدار بھیجیں وہ ہمیں ایک پوسٹ کارڈ سے مطلع بھی فرما دیا کریں۔ کہ انہوں نے فلاں خریدار بھیجا ہے۔ تاکہ وہ کارڈ دفتر میں پڑا رہے اور وقت پر کام آئے۔

میسوپوٹامیہ کی خوش نصیبی

حال ہی میں لارڈ رابرٹ سسل نے ہاؤس آف کامنز میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میسوپوٹامیہ کی پولیٹیکل حالت نہایت اطمینان بخش ہے۔ کیونکہ ملک اُس خراب و خستہ حالت سے جو ترکی حکومت کے ایام میں تھی اب آزاد ہوتا جا رہا ہے۔ تیرہ گورنمنٹ پرائمری سکول اور چار ورنیکیولر سرکاری امداد سے مدرسے کھول دیئے گئے ہیں۔ اور اُن کے متعلق زراعتی جماعتیں بھی کھول گئی ہیں۔ تعلیم کے لئے مقامی مانگ بڑی زور سے اور روز افزوں ہو رہی ہیں۔ اور حقیقت استاد جلدی ملتے جاتے ہیں یہ ضرورت رفع کیجا رہی ہے۔ بڑے بڑے قطعات اراضی جو تا حال غیر مزروعہ پڑے تھے وہ اب زیر کاشت آ گئے ہیں۔ ہل جوتنے کی کلیں اور توپخانوں کے گھوڑے اس کام پر لگائے جاتے ہیں اور سڑکیں اور ریلوے لائنیں تیار کیجا رہی ہیں۔ آب رسانی کی ترقی یافتہ ذرائع اور سفر میں مال و جان کی حفاظت کے انتظامات محکم و بسیلہ تجارت میں ترقی اور اشیا کے نرخ میں ارزانی ہوتی چلی جاتی ہے۔ میسوپوٹامیہ میں جو ترقی یافتہ حالت ہے اُس کا گرد و نواح کے ملک کی حالت سے جو ترکی حکومت کے ماتحت ہیں۔ مقابلہ کرنے سے میسوپوٹامیہ کے لوگوں پر بڑا اثر ہو رہا ہے۔ اور انکا سلوک انگریزی سپاہ کیساتھ اعلیٰ قسم کا ہے۔

جرمن کے پیچھے ہٹنے کا طریق

رائٹر کا کارسپانڈنٹ مقیمی فرانسیسی صدر مقامات ۲۷ تاریخ کی رات کو خبر دیتا ہوا کہتا ہے کہ جرمن شطرنج کی اُس چال کے مطابق پیچھے کو ہٹ رہا ہے جو اُس نے مارچ ۱۹۱۷ء میں سوم کی رجعت میں اختیار کی تھی۔ مگر اس مسلسل اور باقاعدہ کارروائی کو ہماری پیادہ فوجوں کی شجاعت اور ہلکے جنگی صندوقوں (جنہیں انگریزی میں ٹینکس تالاب کہتے ہیں) اور ہمارے ہوا پردازوں کی سرگرم کوششوں نے پریشان کر دیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جنگی صندوق فرانسیسی خفیفہ می کے

لئے ایسے ہی کار آمد ہیں جیسے کہ جرمن پیادہ فوج اور توپیں دشمن کے لئے مفید ہیں۔ دریائے اورق کے شمال کی جانب میدان کارزار سرد ہے جنرل مانجن کے لشکر کو دشمن کے نہایت ہی مضبوط مورچوں سے اگر مقابلہ پڑا ہے جن کو دریائے آئسن کے شمالی کنارہ سے طاقتور آتشباری کے ذریعہ سے روک دیا گیا ہے۔ جنرل مانجن کے ساتھ ایک برٹش ڈویژن نے ہو کر ایک مقامی لڑائی کی اور باوجود دشمن کی سخت مخالفت کے بہت سی زمین لے لی گئی۔

فرانس میں جنگی حالت پر نظر ثانی

فوجی مشاہدہ گذشتہ ہفتہ کے واقعات پر نظر ثانی کرتا ہوا ۲۹ جولائی کو لکھتا ہے کہ گذشتہ پندرہ دن میں حالت بہت ہی بدل گئی ہے جرمن کا بڑا جارحانہ حملہ جس کا نتیجہ جرمن صلح ہونے والا تھا وہ بالکل ناکام رہا۔ اتحادی فوجیں چار قوموں کے لشکر جو ایک بڑے نبرد آزما کے ماتحت لڑ رہے ہیں قریب ۵۰ میل کے محاذ پر اور دس میل سے زیادہ عمق میں آگے بڑھ گئی ہیں۔ اور کئی ہزار قیدی۔ سینکڑوں توپیں ہزاروں کلدار توپیں۔ اور جنگی سامانوں کی بڑی بھاری مقدار پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ جرمن ریزرو فوجوں کا بڑا حصہ معروف جنگ ہو چکا ہے جس سے کوئی فیصلہ کن فتح ان کو نصیب نہیں ہوئی۔ بلکہ کامل شکست سے دوچار ہو گئے۔ چھ ہفتے ہوئے میں نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ اتحادی فوجیں ماہ ستمبر تک ابتدائی مراحل از سر نو طے کریں گے شکر ہے کہ ایک ماہ کا عرصہ گذرا کہ آسٹریا کی فوج کے نصف سے زیادہ نے شکست کھائی۔

اور گذشتہ چند دنوں کے عرصہ میں قریب ½ جرمن فوج نے شکست کھائی۔ اور حالت میں غیر متوقعہ سرعت کے ساتھ ترقی ہوتی گئی۔ یہ کہنا قبل از وقت ہوگا کہ جو ابتدائی فتوحات ہم نے کی ہیں وہ ہمارے قبضہ میں مستقل طور پر رہیں گی۔ مگر ہم نے یہ کام ایسا عارضی طور پر کیا ہے اس کے اور بڑی بھاری امریکن امداد کے فرانس میں آ جانے کے سبب سے اور جو حال لگا تار کر رہی ہے ہمیں یہ یقین ہے کہ وہ ہمارے ہاتھوں سے کبھی نکل نہ جائیں گی۔ ہم جانتے ہیں کہ جرمن ڈویژنوں میں سے بہت سی ڈویژن طاقت کے معیار سے کم ہیں وہ کہ سنہ ۱۹۲۰ء کی جماعت کی فوج جس میں ایسے لڑکے بھرتی ہیں جن کی اسی ماہ میں ۱۸ سال کی عمر ہوئی ہے ابھی میدان جنگ میں آنے کے لئے تیار نہیں ہوئی ان نصف ملین (۵ لاکھ) لڑکوں اور ان زخمیوں کے سوائے جو واپس میدان جنگ میں آئے ہیں جرمن کے پاس کوئی ریزرو نہیں ہے۔ ان کے ہلاک مجروح اور قید ہو گئے ہوؤں کی تعداد جو گذشتہ چار ماہ کے اندر واقعہ ہوئے ہیں۔ ایک ملین (۱۰ لاکھ) آدمیوں سے بالفرض زیادہ ہوگی۔ جرمن کا بڑا بھاری حملہ شکست ہو گیا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فتح کی یہ آخری جرمن کوشش تھی۔ فوجی پارلیمنٹ کی چال گھڑ گئی ہے۔ اور جرمن قوم اور اتحادیوں کا اعتبار اب اس پر سے جاتا رہا ہے۔

اتحادیوں کے دیگر متعلقہ حالات

یہی فوجی مشاہدہ لکھتا ہے کہ جنگ کے متعلق اور بھی ضروری امور قابل غور ہیں یعنی ۳ لاکھ سے کم امریکن اس وقت ہر ماہ فرانس میں نہیں اترتے۔ اور امریکن فوجوں نے حال ہی کی لڑائیوں میں بڑی عظیم الشان جنگی قابلیت ظاہر کی ہیں۔ فرانسیسی لوگ جن کا اخلاق جنبش کھا گیا تھا۔ اور جو حال ہی کے جرمن صلح کن حملہ سے مجبور ہو کر جنگ سے دستبردار ہو جانے کو تھے وہ اب ایسے عمدہ طور پر لڑتے ہیں کہ آگے کبھی ویسا نہ لڑتے تھے۔ جنرل فوش کی سپہ سالاری پر اتحادیوں کا پورا پورا اعتماد ہے آبدوز کشتیوں سے جو غرقابی ہوتی تھی وہ متواتر کم ہوتی چلی جا رہی ہے اور آبدوز کشتیوں کے ذریعہ سے جو زور دیا جاتا تھا گویا کہ وہ جنگ کا ایک فیصلہ کن جزو ہے۔ اس کا اب خاتمہ معلوم ہوتا ہے۔ آسٹریا کا احساس برابر جرمن کے خلاف ہوتا جا رہا ہے۔ جیسا کہ کاؤنٹ کزرنن کی تازہ ترین تقریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور ایک حامی جرمن کیبنٹ مستعفی ہونے والی ہے۔ جاپانی لشکر جو تحریک جنگ ہو گئی اس کے سبب سے یورپین روس اور سائبیریا میں زیکو سلاواکوں کو جو کامیابی ہوئی ہے اس سے جنگ کی حالت پر بڑا بھاری اثر پڑنے والا ہے۔ کیونکہ کئی مہینوں سے روسی محاذ جرمن لشکر کی بیش قیمت تربیت گاہ بنا ہوا تھا مگر اب آئندہ کو یہی محاذ اس فوج کو کمزور کرنے کے گھاٹے اتارنے کا بتدریج موجب بن جائیگا۔ جس کا خطرناک انجام بہت نزدیک ہے۔

سال آئندہ کی جولائی سے ایک شیعہ کالج اور علیحدہ ہائی سکول کرایہ کے گھروں میں جاری ہوگی اس کالج کے بورڈ آف ٹرسٹیز کے پریسیڈنٹ نواب آف رامپور مقرر ہوئے ہیں۔

خبر ہے کہ جنوب مغربی باد مانسون عمدہ ہونے کی امید ہے۔



(ایڈیٹر نامہ نگار کی رائے کا ذمہ وار نہیں)

لنکا یا سیلون

اس جزیرہ کی کیفیت بڑی دلچسپ ہے۔ یہ جنوبی ہند کے بندرگاہ مانڈاپم دھنسکوڈی سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جہاز میں ہندوستان سے صرف دو گھنٹہ میں یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ اس سرزمین کے زمانہ میں ہندوؤں کی اس روایت کی تردید ہو گئی کہ لنکا سات سمندروں کے پار ہے اور خالص سونے کی بنی ہوئی ہے اور سیلون کی تواریخ میں راون اور رامچندر کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ البتہ بغیر کسی ثبوت اور نام و نشان کے چند جگہوں کی بابت روایتاً ذکر کرتے ہیں کہ ایک جگہ بنام سیتا ورلٹ میں راون کو رامچندر نے مارا تھا۔ اور نیوریلیا ایک پہاڑی جگہ ہے جہاں کہتے ہیں کہ سیتا قید تھی اور رامچندر کی فوج نے اس کا دس کوس سے جلایا وغیرہ۔ لیکن کوئی خاص ثبوت اور نشان نہیں ملتا۔

یہ جزیرہ بڑا خوبصورت اور زرخیز ہے۔ ناریل کی پیداوار بکثرت ہوتی ہے۔ اور طرح طرح کے پھل اور اناج پیدا ہوتے ہیں۔ جنگل میں ہاتھی بکثرت پائے جاتے لوگ ان کو پکڑ کر خوب کام میں لاتے ہیں۔ پتھر۔ لکڑی اٹھانے اور بعض جگہ ہل میں بھی جوتے جاتے ہیں اور شمالی لنکا میں لوگوں کا مذہب ہندو ہے اور جنوب و وسط میں زیادہ لوگ بدھ مذہب کے پیرو ہیں۔ ایک طرح سے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ سیلون کے باشندوں کا مذہب نہ ہندو اور نہ ہی بدھ ہے۔ بلکہ ان کا مذہب لاپرواہی ہے۔ میرا خیال تھا۔ کہ اگر ہندوستان میں سے ذات پات کی روکاوٹ دور ہو جائے تو مسیحی مذہب کے لئے بہت سہولت ہو جائے گی۔ مگر سیلون کی حالت دیکھ کر میرا یہ خیال بالکل بدل گیا۔ یہاں قریباً ہر ایک مسیحی ہی اور مسیحی غیر مسیحی لڑکیوں سے اور غیر مسیحی مسیحی لڑکیوں سے شادی کرتے ہیں۔ اور کچھ فرق اور جدائی و تعصب معلوم نہیں ہوتا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگ مذہبی اور روحانی باتوں کی نسبت بالکل بے پرواہ ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ اس بے پرواہی سے ہندوستان کی حالت بہتر ہے جہاں لوگ ذات پات مانتے اور مسیحیوں کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ جہاں مخالفت اور نکتہ چینی ہوتی ہے۔ وہیں ترقی کی امید ہوتی ہے۔ اور جہاں کسی طرح کی مخالفت نہیں وہاں شیطان غافل کر کے لوگوں میں اپنا کام کرتا ہے۔ جیسا کہ سیلون میں۔ البتہ ایک فرقہ تو یہاں ترقی کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے جس کا نام یکوس یا شیطان ہے۔ یہ لوگ شیاطین کی پرستش کرتے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ یہاں چند دیندار مسیحی سوداگر اپنے تن من اور دھن سے کوشش کرتے ہیں کہ لوگوں کو شیاطین کے پنجہ سے چھڑا کر خداوند کے پاس لے آویں۔ امید ہے کہ ایسے اشخاص کی کوشش ان بے پرواہ لوگوں کو غفلت سے جگانے کے لئے کارگر ہوگی۔ میں جنوبی ہند کا ابتدائی دورہ ختم نہیں کرنے پایا تھا کہ سیلون کے مشنری صاحبان اور مسیحی سوداگر و تاجر اور مرچنٹ صاحبان سے بار بار دعوتیں ملیں اور آخر ماہ مئی کے اخیر میں مدراس سے سیلون کے لئے روانہ ہوا اور پہلے دو ہفتے جفنا میں خدا کے فضل سے بڑی کامیابی کے ساتھ بابرکت میٹنگیں ہوئیں سب مشنوں کے مشنری صاحبان نے ملکر انتظامیہ کمیٹی قائم کی۔ اور بندوبست بھی نہایت اعلےٰ تھا۔ اور خدا نے برکت بھی ان کے ایمان اور کام کے مطابق بخشی۔ بہت سے مسیحی جو واپس دیوتا کے بھنور میں پھنس گئے تھے۔ خداوند کے پاس لائے گئے اور کئی ایک غیر مسیحیوں کو بپتسمہ دیا گیا۔ چند رومن کیتھولک لیڈر پروٹسٹنٹ مسیحیوں میں آملے۔ رومی کلیسیا کے بشپ اور پادریوں نے بذریعہ اخبار اور پرچے چھپوا کر تقسیم کئے اور ہر طرح سے کوشش کی کہ ان کے مسیحی ہماری میٹنگوں میں نہ جائیں۔ مگر تو بھی ہر روز سینکڑوں آتے رہے۔ اور ہر روز چار پانچ ہزار مسیحی میٹنگ میں حاضر ہوتے تھے۔ اور ۱۵ جون کو جفنا سے کولمبو آیا جہاں سب مشنوں کے ۱۳ پادری صاحبان کی کمیٹی نے ملکر میٹنگوں کا انتظام کیا۔ خدا کا شکر و تعریف ہو کہ ہماری امید سے بڑھکر اس نے برکت بخشی مسیحیوں نے ازسرنو زندگی پائی۔ اور کئی ایک بدھسٹ اور ہندوؤں کو بذریعہ بپتسمہ گذرنے تو اکلیسیا میں شامل کیا گیا۔ اور مسیحیوں نے شکر گذاری کا چندہ قریباً بارہ سو روپیہ این۔ ایم۔ ایس کی مدد کے لئے بھیجا۔

کولمبو سے چند میٹنگوں کے لئے گال سے دعوت ملی۔ یہ شہر بہت قدیم بندرگاہ سیلون کے جنوب میں واقع ہے۔ یہاں ایک عالیشان فوجی قلعہ ہے۔ سمندر کے بیچ میں۔ تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان بادشاہ کے وقت میں تاجر لوگ یہاں آتے تھے اور بادشاہ اپنے لوگوں کو یہاں کی عمدہ چیزوں کے لئے بھیجا کرتا تھا۔ ایک صاحب لکھتے ہیں کہ یہ گال وہی جگہ ہے جس کا ذکر ۱ سلاطین ۱۰: ۲۲ میں اور یسعیاہ ۱: ۹ میں پایا جاتا ہے۔ کولمبو سے گال تک سمندر کے کنارے کنارے ریل چلی جاتی ہے۔ ایک عجیب دلکش نظارہ ہے ان کتاب فطرت کے صفحوں کو پڑھکر دل پر ایک عجیب اثر ہوتا ہے۔ اور خدا کی حمد و ستائش کے لئے دل امڈ آتا ہے۔ عجیب شان دیکھنے میں آتی ہے

گال سے روانہ ہو کر میں مرتو آیا اور پھر وہاں سے چیلو، کینڈی، نیوریلیا، ہٹن اور بدولا اور ہمبیکلا میں گیا۔ ان سب شہروں کی خدمت پر

خدا کی بڑی برکت نازل ہوئی۔ بہت سی جگہوں سے دعوت ملی۔ گر ممکن نہیں تھا کہ سب جگہ جاتا۔ اور یہاں سے سنگاپور بلایا تھا۔ لیکن جہاز نہ ملنے کی وجہ سے واپس ہندوستان جانا پڑ گیا۔ اور وہاں سے ٹمیل اور تلگو ملک میں خدمت کرتا ہوا اگر خدا کی مرضی ہوئی تو رنگون (برما) جاؤنگا۔ کیونکہ وہاں سے چند میٹنگوں کے لئے دعوت ملی ہے۔ اور اگر ہو سکا تو وہاں سے سنگاپور کیطرف جاؤنگا۔ یہاں سیلون میں جن جگہوں میں جانے کا موقعہ ملا وہاں پر لوگ سٹیشنوں پر جمع ہوئے اور کئی جگہ پلیٹ فارم پر ریلوے افسروں کی منظوری سے عبادت ہوئی۔ عجیب نظارہ تھا جو پہلے کبھی دیکھنے اور سننے میں نہیں آیا۔ کئی برس گزرے پادری تالی ٹریڈ صاحب جو مشہور واعظ ہیں کولمبو مشن سکول میں ٹمیل زبان کے اُستاد تھے۔ اُنہوں نے اس طرف بہت اچھا کام کیا۔ لیکن مجھے یہ دیکھ کر سخت افسوس ہوا کہ آجکل لوگ یہاں اور جنوبی ہند میں سوائے چند پلیمتھ برادروں کے کوئی بھی ان کو میٹنگوں کے لئے نہیں بلاتا۔ سچ ہے کہ نبی اپنے وطن میں مقبول نہیں ہوتا۔ تو بھی خدا کا کام بند نہیں وہ عجیب طور سے اپنا جلال ظاہر کرتا ہے۔ اگر بڑے بڑے لوگ غافل ہیں تو بچوں سے اپنی خدمت لیتا ہے۔ میں نے ایک بارہ برس کے لڑکے کو دیکھا جو یہاں ایک میٹنگ کا ہادی ہے۔ اور خدا اس کو عجیب طور سے استعمال کر رہا ہے۔ خدا کرے سب جگہ اسی طرح کے لڑکے اور جوان پیدا ہوں۔ تب ہندوستان خداوند کا انگورستان بنجائیگا۔ اور لنکا میں بھی اُس کی جے کا ڈنکہ سنائی دیگا۔ آخر میں میں اپنے دوستوں کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے اپنی دعاؤں سے خدمت میں بڑی مدد کی ہے۔ امید ہے کہ آئندہ بھی اپنے خادم کو فراموش نہ فرمائینگے۔ باقی پھر کسی وقت لکھونگا۔

آپکا خادم فقیر حقیر سُندر سنگھ (کولمبو)

موت کی وادی

موت کی وادی کا سفر اوہ کیسا پُر خطر اور دردناک ہے۔ اس کی حقیقت سے وہی واقف ہوتا ہے جو اس سفر میں چلا ہو۔ پولوس رسول جب رومیوں کو خط لکھتا ہے تو صاف لفظوں میں اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ رومیوں ۱۲: ۱۵۔ خوش وقتوں کیساتھ خوش وقت اور رونے والوں کے ساتھ رؤو۔ اور خداوند یسوع نہ صرف زبانی جمع خرچ کے طور پر اس مضمون کو مارتھا اور مریم کے روبرو پیش کرتا ہے۔ بلکہ آنسو بہا بہا کر دکھا دیتا ہے۔ بائیبل مقدس میں سب سے چھوٹی آیت یہی ہے کہ

یسوع رویا

تقریباً ساڑھے چار برس سے میں موت کی وادی کا سفر کر رہا ہوں ۶ عزیزوں کو ان آنکھوں نے آخری وقت اس دُنیا فانی سے علیحدہ ہوتے وقت دیکھا۔ ۱۵ جون ۱۹۱۸ء کو ایک اور بچہ خداوند کی گود میں آرام فرما ہوا۔ جس کی عمر گیارہ برس اور ۲۵ دن کی تھی۔ میرے مسیحی دوست طرح طرح کی تسلی کے خط مجھ کو تحریر کر رہے ہیں۔ لیکن تین شخص تسلی دینے واسطے مجھے کبھی نہ بھولیں گے۔ اوّل پادری لائین صاحب مشنری انچارج حصار۔ صاحب موصوف بھی موت کی وادی میں سفر کر چکے ہیں۔ اُن کے خط کے یہ الفاظ ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم ہی جانتے ہیں کہ کیا کیا ہوتا ہے جبکہ عزیز گذر جاتے ہیں۔ ہیری آسمان کو گئی۔ اور دو بیٹیاں اور ایک بیٹا۔ اس لئے ہم جانتے ہیں کہ کیا کیا رنج اور غم ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ مسیح کیسا تسلی دیتا ہے جبکہ ہم اُسی کی طرف دیکھتے ہیں اور ہم کو یقین ہے کہ خداوند مسیح روح پاک کے وسیلے سے آپ کو تسلی دے گا۔

(۲) ماسٹر سردار خان ہیڈ ماسٹر کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ۔ جب وے ہمدردی کا مضمون میرے روبرو پیش کر رہے تھے۔ تو اُن کی آنکھوں کے روبرو اُن کی صاحبزادی کا گذر جانا موجود تھا۔ اور پانی آنکھوں میں بھر آیا۔ اور وے بیچارے رک نہ سکے۔ وے کہنے لگے کہ لڑکی کے گزر جانے سے پیشتر میں اس وادی کے سفر کی محسوسیت اپنے اندر نہ رکھتا تھا۔ لیکن اب میں جانتا ہوں کہ مجھ کو کسقدر ہمدردی آپ کے ساتھ کرنی چاہیئے۔

(۳) مسز پال کیول سنگھ صاحبہ امرتسر تو سوائے پھوٹ پھوٹ کے رونے کے اور کچھ نہیں۔ ہائے ہائے بچوں کے زخم کیسے گہرے ہوا کرتے ہیں۔ جسمانی طاقتیں زائل ہو جاتی ہیں بیہودہ اگر خداوند کی لاٹھی اور اُس کی چھڑی شامل حال نہ ہوئے تو قریباً ہمارا وہی حال ہوتا جو اکثر غیر مسیحیوں کا ہوا کرتا ہے۔ بعضوں کو یہ غم قبر تک پہنچا دیتا ہے۔ اور بعض بیچارے پاگل ہو جاتے ہیں۔ اور بعض زبردستی کی تسلی میں شریک ہو جاتے ہیں۔

موت کی وادی کے سفر میں خطرے

میں موت کی وادی کا سفر کر رہا تھا تو میری ملاقات شیطان سے ہوئی۔ شیطان آن کی آن میں میرے پاس آگیا۔

شیطان بھی تم بیچارے بڑے غمزدہ اور مظلوم اور چاروں طرف کی مصیبتوں سے گھرے ہوئے ہو۔ نہ اور جس کو خداوند کہتے سو تمہارا

ہمدرد ہے - اور نہ کوئی دُنیا میں تمہارا ہمدرد ہے بیوی بھی تم کو چھوڑ گئی مشنری صاحبان تم سے ایسے ڈرتے جیسے بکّے شیطان سے۔

میں۔ بزرگ صاحب آپ درست فرماتے ہیں۔ جب خداوند مسیح کسی زندگی میں تخت نشین ہوتا ہے تو وہ زندگی سچائی پر گواہی دینے لگ جاتی ہے گناہ کو پسند نہیں کرتی۔ نہ اپنی زندگی میں۔ اور نہ دوسروں کی زندگی میں۔ سچائی پر گواہی دینے والے پہلے زمانہ میں بھی تلواروں کی دھار سے ہلاک کئے گئے اور یہی حال ہمارے پیارے خداوند مسیح کا ہوا اور یہ حال اُس کے بعد خداوند کے رسولوں کا ہوا۔ اور اُس کے بعد بھی سچائی پر گواہی دینے والے ان راستوں میں سے گزرتے رہے ہیں میں بیچارا کیا ہوں۔

شیطان۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ تمہارا جان بیٹا کیسا دعا مانگنے والا تھا۔ بیماری کے ایام میں جب اُس کی آنکھ خواہ رات ہو اور خواہ دن ہو کھلجاتی تھی۔ تو وہ دعا مانگا کرتا تھا کہ نہیں۔ اور اُس کی دعائیں یعقوب والی دعائیں تھیں۔ یا نہیں۔ کیا جب تم رویا کرتے تھے۔ تو کیا وہ یہ نہیں کہا کرتا تھا کہ پاپا بے ایمان مت ہو۔ ایماندار ہو۔ کیا خداوند مسیح میں یہ طاقت نہیں کہ ان ہڈیوں میں زندگی پھونکے۔

میں۔ ہاں بے شک میرے پیارے۔ جان کی دعائیں ایمانداروں کی دعائیں تھیں۔ اور مرنے سے تھوڑی دیر پہلے اُس کے یہی الفاظ تھے۔ کہ پاپا روؤ نہیں۔ میں نہیں مرونگا۔ کیونکہ میں خداوند کے ساتھ ایمان کی کشتی کر رہا ہوں۔

شیطان۔ اچھا تو پھر جان مر گیا یا نہیں۔

میں۔ ہاں۔ جان موت کے دروازے میں سے گزر کر اور میری دنیا سے علیحدہ ہو کر نادیدنی دنیا میں خداوند کی گود میں زندہ ہے۔

شیطان۔ ارے بعض پادریوں والے ڈھکوسلے چھوڑ دو۔ سیدھے طور پہ بتاؤ کہ جان بیٹا کہاں ہے دعائیں سنی گئیں یا نہیں کبھی انجیل کا مطالعہ کیا ہے

میں۔ ہاں انجیل کا مطالعہ کیا ہے جن کو آپ ڈھکوسلے بتاتے ہو حقیقت میں وہ ڈھکوسلے نہیں ہیں۔ بلکہ ایک حقیقت ہے۔ لیکن دل میں کچھ کمزوری آنے لگی کہ معقول باتیں پیش کر رہا ہے۔

شیطان۔ اچھا یہ تو بتاؤ کیا انجیل میں لکھا ہے کہ خداوند مسیح کہتا ہے۔ کہ جو کچھ میرا نام لیکر باپ سے مانگو وہ ضرور تم کو دیگا۔

میں۔ ہاں ضرور لکھا ہے۔

شیطان۔ اب فیصلہ سنو تم نے شروع میں بیان کیا کہ ساڑھے چار برس کے اندر اندر ۷ اموات خاندان کے اندر ہو چکی ہیں۔ اور بڑے بڑے ایماندار گڑگڑا کر دعائیں مانگتے رہے۔ اور خود جان بیٹے سے بڑھ کر کون دعا مانگنے والا ہوگا۔ کسی کی دعا قبولیت تک نہ پہونچی۔ ایک کو بھی دعا بچا نہ سکی۔ کہاں مذہبی حقیقت ہے۔ صرف وہم۔

ناظرین! خداوند یسوع زمانہ کے آخر تک ہمیشہ میرے ساتھ ہے۔ جب میری حالت غم کی شدت کی وجہ سے یہاں تک پہونچ گئی تو خداوند کی لاٹھی اور چھڑی میرے سنبھالنے کا باعث ہوئی چاروں طرف سے خداوند کی روشنی چمکنے لگی۔ اور یہ خیال کہ سچ مچ سب دوستوں نے مجھ کو چھوڑ دیا۔ میرے جو معلوم ہوا۔ پادری۔ اے۔ ایم ویری صاحب ڈی ڈی اور کئی ایک ایماندار آدمی میں مجھ کو نظر آئے جو یہ کہتے تھے کہ خداوند نے تمہاری تسلی کے لئے ہم کو بھیجا ہے۔ خداوند تمہارے ساتھ ہے تم چھوڑے نہیں گئے۔ صرف تمہارا ایمان آزمایا جا رہا ہے۔ خداوند تم کو ایک ہتھیار بنا رہا ہے۔ خداوند تم سے ایک عجیب خدمت لینے والا ہے سو کمر باندھ کر تیار ہو جاؤ۔ ہل پر ہاتھ رکھکر پیچھے مت دیکھو۔ خداوند مسیح کی دوسری آمد پر گواہی دو۔ نہ زور سے اور نہ توانائی سے۔ مگر خداوند کی روح سے رب الافواج فرماتا ہے۔

آپکا خادم غمزدہ احقر فقیر حقیر سلامتی کا بشیر
چمن خان۔ از کمالیہ۔ ضلع منٹگمری۔

ڈاکٹر برخوردار خاں صاحب مرحوم کے خطوط بنام واعظ

(مرسلہ پادری آر۔ ایم۔ واعظ)

چمبہ ۲۷ جون ۱۹۱۰ء

لیجئے جناب واعظ صاحب۔ اور خفگی دور کیجئے ماسٹر سلطان صاحب نے ماہ مئی ۱۹۱۰ء کی مسیحی تجلی میں مسٹر اکبر مسیح صاحب مرحوم کی سوانح عمری لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے فرمایا ہے "آپ کے (اکبر مسیح کے) پسماندگان میں سے ایک اُن کی لڑکی بھی ہے جس کو آپ از حد پیار کرتے تھے اور جس کی شادی میں آپ نے اپنا سارا مال و دولت صرف کر دیا۔ اور داماد کو امیر بنا دیا"۔

اس کو پڑھ کر جب میں خواب سوچنے بیٹھا تو کیا دیکھا کہ ڈیرہ دون جا پہونچا ہوں۔

وہاں ڈاکٹر دینا ناتھ صاحب اپنی بیوی کو کہہ رہے ہیں۔ دیکھئے میم صاحب جہان میں لوگ اپنے دامادوں کو کیسا پیار کر رہے ہیں۔ کہ مسٹر اکبر مسیح نے اپنے داماد کو امیر بنا دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپکے پاپا بھی کوئی محبت کرنے والے مسیحی ہے

مجھ کو تو انہوں نے اتنا بھی نہیں دیا کہ آنریری مشنری ہی کر کام کروں۔ مشنوں اور عیسائیوں سے گدا کر کے مجبر پاتا ہوں اور کام کرتا ہوں

شریف نے تو یہ شعر پڑھا

قرار در کف آزادگاں نگیرد مال
نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

اور رونے بیٹھ گئی۔

میں اُس کے رونے کو نہ دیکھ سکا اور بھاگ کر آپ کے پاس چلا آیا ہوں۔

آیندہ صدی میں جب آپ ڈاکٹر دینا ناتھ صاحب سے ملیں گے۔ تو مہربانی کر کے اُن کی خدمت میں عرض کر دینا کہ اگر ڈاکٹر برخوردار خاں اپنے رشتہ داروں کو رشوت دینے کے لئے روپیہ جمع کرنے بیٹھے تاکہ اُن سے محبت کی خوشامد خریدے اور دنیا میں اپنی خودی کی عزت قایم رکھے پھر تو وہ خود بھی حق کی محبت سے محروم ہو جائیگا۔ اور خدا کے حکموں پر عمل نہ کر سکے گا۔

مسیح کا فرمان ہے۔ مال اپنے لئے دنیا میں جمع نہ کرو۔ کیونکہ جہاں تمہارا خزانہ ہے وہیں تمہارا دل بھی ہوگا۔ جو کچھ تمہارا ہے بیچو اور غریبوں کو دو۔ کل کی فکر نہ کرو۔ آج کی فکر آج کے لئے بس ہے

دُنیا کی محبت ساری بُرائیوں کی جڑ ہے۔

روپیہ ڈاکٹر برخوردار خاں کے پاس جب جمع ہو جب وہ خود بے رحم بنے اور غریبوں کے ساتھ ہمدردی نہ کرے۔ بلکہ اپنے غریب معدہ کو بھی زردہ پلاؤ حلوا پوری اور جلیبیوں سے بھر کا رکھے

تم آپ ڈاکٹر دینا ناتھ صاحب کو سمجھا دیں

٭ مسز دینا ناتھ۔ مرحوم ڈاکٹر صاحب کی صاحبزادی۔ واعظ

کہ اُس کا قانونی باپ اُن مسیحیوں میں سے ہے جو کنگال کی مانند ہیں۔ مگر بہتوں کو امیر بنا دیتے ہیں۔

ایمان والے ابرہام نے خدا سے کنعان میراث میں اُس وقت ایمان کے ساتھ قبول کیا تھا۔ جبکہ اُس کو کنعان میں پانوں رکھنے کو بھی زمینی ملکیت نہ تھی

یعقوب نے اضحاق سے یہ برکت کہ قومیں تیرے آگے جھکیں۔ گروہیں تیری خدمت کریں اُس وقت ایمان سے قبول کی تھی جب وہ تن تنہا تھا۔

یوسف نے یعقوب سے سکم میراث میں ایمان کے ساتھ اُس وقت قبول کیا تھا۔ جب وہ مصر میں تھے۔ میری دعائیں اگر ڈاکٹر دینا ناتھ صاحب اس وقت ایمان کے ساتھ میراث میں قبول کریں تو آیندہ کو اُن کے اور اُن کی اولاد کے کام آئیں گی۔ آمین

میں ہوں آپ کا سچا دوست۔ برخوردار خاں۔

تِلاوتِ اعمال

(من تصنیف پادری بی۔ بی۔ رائے صاحب)

ہم بہت افسوس کرتے ہیں کہ جنگ کی وجہ سے وقت پر کاغذ نہ ملنے سے اب تک یہ کتاب شایع نہ ہو سکی لیکن اب تو چھاپہ خانہ والے بہت زور لگا رہے ہیں اور کتاب خاتمہ کے قریب تک پہونچ بھی گئی ہے۔ فقط تمہید اور سرورق وغیرہ باقی ہیں۔ امید ہے کہ وہ بھی جلد چھپ جائیں گے۔

رومن اُردو میں یہ ایک بے نظیر تفسیر ہے۔ کل اعمال کی کتاب ۴۸ تلاوتوں میں تقسیم کیگئی ہے۔ ان تلاوتوں میں نہ صرف آیتوں کی تشریح ہی مندرج ہے بلکہ مضامین کے متعلق اور بھی بہتیری باتیں درج کی گئی ہیں۔ واعظوں کی مدد کے لئے جگہ جگہ تقسیمیں دی گئیں۔ مختلف جگہوں کے فطرتی نظاروں اور تواریخی واقعات وغیرہ کا بیان کیا گیا ہے۔ کہیں کہیں یونانیوں کی دیوکتھائیں اور ان کے فلسفہ کی باتیں بھی بتائی گئیں ہیں۔ تمہید میں ۳۰ء تک روم کے شہنشاہوں کا مختصر احوال درج کیا گیا ہے۔ اور بھی بہتیری باتیں جو اعمال کی کتاب کی تلاوت کے لئے ضروری ہیں اس میں دی گئی ہیں۔ زبان آسان ہے۔ ہر کوئی اس کو پڑھ سکتا ہے

چارسو (۴۰۰) صفحہ تک تو چھپ چکے ہیں۔ اور بھی چند صفحے چھاپے جائینگے۔ لہذا یہ کتاب ضخامت میں چھوٹی نہیں ہے۔ ان دنوں جب ہر چیز گراں ہے۔ تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس کے چھاپنے میں کس قدر خرچ ہوا ہوگا۔ سو مجبوراً اس کتاب کی قیمت دو روپیہ (عہ) ٹھہرائی گئی۔ لیکن خوشی کی بات ہے کہ اس کی کئی سو جلدیں پیشتر ہی فروخت ہو چکی ہیں۔ اور کچھ جلدیں سہارنپور کی سیمنری کے واسطے بھی رکھی ہیں۔ لہذا فقط پانچسو (۵۰۰) جلدیں اس وقت نکالی ہیں لیکن اگر کوئی صاحب ۳۰ ستمبر ۱۹۱۸ء تک اس کتاب کو منگوائیں گے تو اُن سے فقط عہ لیا جائیگا۔ محصول ڈاک آپ کے ذمہ ہوگا۔ صرف مینجر مخزن مسیحی فتحپور کے نام ایک پوسٹ کارڈ ڈال دیجئے تو کتاب شایع ہوتے ہی آپ کے نام وی۔ پی پہونچ جائے گی۔

مؤنی بابا

از پادری بی۔ بی۔ را ئے۔

"میری اور بھی بھیڑیں ہیں۔ یوحنا ۱۰: ۱۶"

"مؤنی بابا" ایک بنگالی رسالے کا نام ہے۔ جو حال ہی میں میرے ہاتھ آیا۔ اس میں ایک مؤنی بابا کی مختصر سرگذشت ہے۔ جو ایک زمانے میں میرا ایک نہایت ہی عزیز دوست تھا۔ مؤنی بابا کی بھتیجی نے اپنے والد سے اور چند دوستوں سے دریافت کر کے اور مؤنی بابا



کی ڈائری روزنامچہ اور چند خطوں کی مدد سے نہایت دل توڑ زبان میں اس رسالے کو قلمبند کیا ہے۔ ہم نے آنسوؤں کے ساتھ اس رسالہ کو شروع کیا اور آنسوؤں ہی کے ساتھ ختم کیا۔ مصنفہ قابل تعریف ہے۔ مصنفہ نے سوتی بابا کو اپنی آنکھوں سے کچھ نہیں دیکھا وہ جس زمانہ کا بیان کرتی ہیں وہ اس زمانے میں پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ پس اس کتاب میں اگر کوئی نقص رہ گیا تو یہی رہ گیا ہے۔ لیکن سوتی بابا میری جوانی کا دوست تھا وہ مجھ سے عمر میں بڑا تھا۔ میں اپنے بڑے بھائی کی طرح اس کی تعظیم کرتا تھا۔ دونوں اکٹھے کتنی رات اندھیرے خدا کے قصوں پہ سر کھپا کر بتا گئے تھے۔ دونوں اکٹھے آہیں آہیں بھر کر زندگی کے جنگل میں بڑھتے بڑھتے گرتے پڑتے نکلتے تھے۔ سو میرا حق ہے کہ میں بھی اس مہاتما کی سرگذشت سے چند باتیں اقتباس کر کے اور چند باتیں اپنی طرف سے بھی لکھ کر ہدیہ ناظرین کروں۔ میری درخواست ہے کہ آپ اس سرگذشت کو پڑھتے وقت اسے اپنے عقائد نامے کی کسوٹی پر مت پرکھیں۔ اگر اس سے کچھ نصیحت لے سکتے ہیں تو لیجئے۔

(۲)

سوتی بابا کا اصلی نام پیارے لعل گھوش تھا۔ پدما ندی کے کنارے پراجوڑیا نام ایک گمنام گاؤں ہے۔ ۱۸۵۷ء میں اس گاؤں کے ایک وشنو خاندان میں پیارے لعل پیدا ہوا تھا۔ اس کے باپ کا نام شیوناتھ تھا۔ کہتے ہیں کہ شیوناتھ لڑکا ہی تھا تو بھگوان کی بھگتی میں ایسا دیوانہ ہو گیا کہ اپنا گھر چھوڑ کر مختلف تیرتھوں میں گھومتا رہا۔ آخر ۱۶ برس کی عمر میں رہتا رہتا اب دنیا میں آ موجود ہوا۔ اور ایک ... کے ہاں آ کر ٹھہرا۔ اور ریاضت سے اس مالدار کو معلوم ہوا کہ لڑکا اس کی اپنی ہی برادری کا ہے تو اس نے اسے بہت اچھا سمجھا کہ تم سے اپنی لڑکی کر کے اپنا گھر جنوائی بنا لیا۔

پیارے لعل اسی بھگت کا بیٹا تھا۔ پیارے لعل کی ماں جو ابھی تک جیتی ہے اپنے عقیدے کے مطابق ایک نہایت دیندار اور صابر عورت ہے۔ پیارے لعل کا چھوٹا بھائی کنج لعل اور یہ ایک ہی سکول میں پڑھتے تھے۔ اس کی چھوٹی بہن کمودنی بھی ایک اچھی تعلیمیافتہ لیڈی (خاتون) ہو گئی۔ لیکن وہ زمانہ اور ہی زمانہ تھا۔ پیارے لعل کے اپنے گاؤں میں فقط پرائمری سکول تھا۔ پیارے لعل نے اسی سکول میں تھوڑی سی بنگالی زبان سیکھی۔ اس گاؤں سے ۴ میل دور ایک مڈل سکول تھا۔ پرائمری کے بعد پیارے لعل اسی سکول میں جا داخل ہوا۔ ہر روز پیدل چل کر سکول میں حاضر ہونا پڑتا تھا۔ پر وہ بڑے صبر سے اسے گوارا کرتا تھا۔ اس نے بڑی کامیابی کے ساتھ ۱۰ برس کی عمر میں مڈل کا امتحان پاس کر لیا۔ اور سرکاری سکالرشپ (وظیفہ) بھی لے لیا۔

انہیں دنوں میں یعنی ۱۵ برس کی عمر سے پیارے لعل کی شادی بھی ہو گئی۔

(۳)

ان اطراف میں چنسورہ سب سے بڑا شہر تھا۔ یہ شہر تینوں طرف سے ایچامتی ندی سے گھرا ہوا ہے جو پدما میں جا گرتی ہے۔ پیارے لعل ان دنوں میں شہر سے کہیں دور بھی نہ تھا۔ (اب تو بہت ہی قریب آ گیا ہے) پیارے لعل مڈل پاس کر کے چنسورہ میں پڑھنے آیا اور گورنمنٹ ہائی سکول میں داخل ہوا۔ اس سکول میں ایک استاد تھے۔ جو ایک عجیب ہی شخص تھے۔ لوگ انہیں کرسٹان کہتے تھے۔ پڑھتے تو برہمو۔ اور رہتے تھے پادریوں کے احاطے میں ایک ٹوٹے سے کمرے میں۔ ایک مہترانی ان کے لئے کھانا پکایا کرتی تھی۔

(باقی دارد)

لِٹل اَنڈیا

اس نام کا ایک مسیحی مدرسہ حال ہی میں الہ آباد میں پادری جے۔ سی۔ منیری ایم۔ اے سپرنٹنڈنٹ کے زیر اہتمام کھولا گیا ہے۔ جس کے وارڈن مسٹر ٹی ایچ مکند بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی ہیں۔ جس کا پرائمری اور ہائی سکول میں مسیحی طلبا کے لئے ایک ہوسٹل بڑے لڑکوں کے لئے نیا ہے سکاوٹ کی ایک جماعت ہے چھوٹے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے کنڈر گارٹن کلاس میں ایک امریکن لیڈی کے زیر اہتمام ہیں۔ ایک سند یافتہ ڈاکٹر میم صاحبہ ہوسٹل میں لڑکوں کے علاج معالجہ کے لئے رہتی ہیں۔ زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے لڑکوں کو الگ الگ دیئے جاتے ہیں تاکہ باغ کا کام سیکھیں اس کے ذریعہ اور کچھ اور وسیلوں سے وہ لڑکے اپنی پاکٹ منی (جیب خرچ) پیدا کرتے ہیں۔ اور یوں وہ پیسے کی قدر کرنا سیکھتے ہیں ہوسٹل کے انتظام کے مشکور ہیں پروفیسر جے ڈی عالب الدین گورنمنٹ ٹریننگ کالج اور پروفیسر سی۔ ڈی ٹامسن ایوننگ کرسچن کالج شامل ہیں علاوہ ہوسٹل کے لڑکوں کے لئے ایک بہت بڑا میدان کھیل کود کے واسطے ہے۔ ہر ایک لڑکے کو تیرنا سکھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مسیحی طلبا کے لئے بائبل کلاسوں کا انتظام علیحدہ کیا گیا ہے۔ سٹڈی کا اچھا بندوبست ہے فیس معقول۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب کی بڑی آرزو ہے کہ لڑکوں کے والدین یا رشتہ دار اور تمام صاحبان جو لٹل انڈیا سے دلچسپی رکھتے ہیں جب وہ الہ آباد آئیں تو تشریف لا کر ہوسٹل ملاحظہ فرمائیں جمعہ کا دن ۴ سے ۶ بجے تک ملاقات کے لئے مخصوص ہے مفصل حالات سپرنٹنڈنٹ صاحب سے دریافت کیجئے۔

رسید زر

مس ٹیلا اسکواٹر	ے
پادری کرم داد	ے
پادری جے ڈیوڈ	ے
ر مولا بخش	ے
ر ٹی۔سی کارن	ے
امپیریل ٹیلیگراف (اشتہار)	عہ
بابو مہتاب الدین	عہ ۱۲
مس این قراشی	ے
بہاری لعل	ے
مس پیرل لاسن	۸
بابو سردار خاں	۶
مس ڈی۔سی۔کاک	۸
مسٹر ایس۔کبیرین	ے
سب اسسٹنٹ سرجن	ے
مسٹر گولڈ سٹریم	۳
مسٹر محمد راج سنگھ	ے

ضرورت ہے

ایسے مڈل وانٹرنس پاس یا فیل کی ضرورت ہے۔ جو کہ تار کا کام یعنی ٹیلیگرافی و شورٹ ہینڈ سیکھ کر ریلوے ڈاکخانہ وغیرہ میں ملازمت کرنا پسند کریں۔ درخواست کے ساتھ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

منیجر امپیریل ٹیلیگراف اسکول نئی سڑک دہلی

ضروری التماس

بہت دفعہ لکھا جا چکا ہے کہ نور افشاں کا ہر ایک خریدار دس بکے پڑھے خریدار مسیحیوں کے نام معہ پتے کے لکھکر دفتر نور افشاں میں بھیج دے گا اس پر کم غور ہوا ہے۔ ناظرین نور افشاں اس طرف توجہ فرمادیں

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودھیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام

حرفتی کارخانہ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے عرصہ سے جاری ہے۔ مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۸ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی کر دی ہیں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ خرچ خوراک ماہواری فی طالب علم للعہ فیس جماعت ماہواری فی طالب علم ۳ سرکاری شرح متفرقات قیمت کتب و سلیٹ وغیرہ علاوہ ہے حصہ ہائی کے طالب علم بہ حصول تعلیم مشن ہائی سکول میں داخل ہوتے ہیں سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی وغیرہ مناسب قیمت پر فروخت ہوتا ہے علاوہ ازیں چین بکشا کرو کپڑا کپڑا دغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں جو لڑکوں کی عہ سے عہ تک ہی کشا ماہانہ سے ماہ تک مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

مشن ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول سو برس سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے۔ اس کے متعلق وسیع اور ہوادار بورڈنگ ہوس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے خوش وضع حوض عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ مزید برآں سکول کے ماسٹر لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر

پرنسپل مشن ہائی سکول بٹالہ۔ ضلع گورداسپور

باغ عدن

بقلم مسٹر کیلب

چندہ سالانہ ہر اگر دو یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جاویں تو ۱۲ فی کاپی ہو۔ المشتہر ای۔ایم ویری ڈی ڈی لودھیانہ

کرسچن بک سٹور لودھیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم ادب کی کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اردو و پنجابی زبانوں میں ٹریکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی ایڈ نارتھ سوسائٹی کیطرف سے شائع ہوتی ہیں۔ فہرست کتب کے لئے درخواست بھیجیں۔

منیجر پادری ای۔ایم ویری صاحب لودھیانہ

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اردو میں الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کامیابی اور کل خبریں کرسچن اینڈیور کے مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ معہ محصول ڈاک ادا للعہ ہر ایک خاص رسالہ پیشگی ہے ایڈیٹر مخزن مسیحی سے بذریعہ محصول ڈاک طلب کیجئے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اس شہر سے بغیر محصول ڈاک عہ
ہندوستان و پنجاب سے معہ محصول ڈاک ے
غیر ممالک سے [illegible]

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائے گی

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	ماہوار	ششماہی	سالانہ
کالم کا ۱/۴ حصہ	ے	ے	۱۰
چوتھائی کالم	ے	۱۲	عہ
نصف کالم	۱۰	عہ	۱۲
پورا کالم	عہ	۱۲	۲۰
پورا صفحہ	۳۰	۴۰	۲۰

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

بابو [illegible] یعقوب دیری صاحب جی بی [illegible] پرنٹر منیجر نور افشاں کیلئے مطبع شمیم پریس لودھیانہ میں باہتمام [illegible] چھپا